من زار قبری وجبت له شفاعتی

شکر خدای عز و جل کہ مطبع رسالہ در باب زیارت نبوی مشتمل بر تصحیح احادیث و ترجیح وجوب فعلی مسمی بہ



از تصانیف فاضل المعی و فطین لوذعی مولوی عبد الجبار الملکا فوری

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنو

۱۹۶۲

۸۸۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل علینا النبی المختار واخرجنا بہ عن شفا حفرۃ النار اللہم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ الاخیار اما بعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر راجی رحمۃ ربہ الغفار محمد عبد الجبار بن امیر خان الملکا فوری عفا عنہ وتجاوز عن ذنبہ الباری کہ اس زمانے مین عقائد فاسدہ کا شیوع اسقدر ہوگیا کہ از ثری تا ثریا پہونچا اور بدعات ضالہ کا اسدرجہ ظہور ہوا کہ از فلک دنیا تا ارض قصوی پہونچا ہر خود پرست ہوگیا ہی ایک عالم پُر نفس کو اپنے جانتا ہی صنم ہر کس و ناکس دعوی علم و فضل کا کرنے لگا فضل و کمال مثل نعلہ کے بکنے لگا مضمون انا خیر کا تمام اطراف مین دائر ہی اور کلمہ انا نحن کا تمام اکناف مین سائر ہی مقام حسرت وافسوس یہ ہی کہ جو لوگ اہل علم سے سمجھے جاتے ہین اور عوام اونکو فضلا سے شمار کرتے ہین وہی لوگ دین محمدی مین طرح طرح کے فساد برپا کرتے ہین اور عوام اونکو اپنا معتمد سمجھکے گمراہ ہوتے ہین ہر مہینے مین ایک مسئلہ جدید شہرت پذیر ہوتا ہی اور یوما فیوما ایک شگوفہ نیا پہولتا ہی افراط وتفریط کی گرم بازاری ہی بیچارے جاہلون کی سخت خواری ہی کوئی تقلید حضرات ائمہ علیہم التحیۃ والرحمۃ کو حرام کہتا ہی اور مقلدین کو کافرون سے گنتا ہی کوئی اوسکو فرض وواجب لکہتا ہی کوئی مجلس مولد نبوی کو بدعت سیئہ وخصلت ضالہ ٹھہراتا ہی کوئی اوسکو بدعت واجبہ بتاتا ہی کوئی مدعی اجتہاد تقریر لا طائل اوسکو یاد ہی حضرات ائمہ کی خدمت مین کلمات بے ادبانہ کہتا ہی گمراہ کنندہ خلق اللہ ہوتا ہی

آخر الامر بلاہی ناگہانی سر پر آتی ہی کف افسوس ملتا ہی عزت جاتی ہی مگر سہندا تمبہ مفقود اور دوسری
انانیت موجود کوئی تراویح کہ سلف سے خلف تک تمام علما شرقا و غربا بیس رکعت پڑھتے آئے
آٹھ رکعت ادا کرتا ہی سنت خلفای راشدین کو لغو و باطل سمجھتا ہی کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی
آلہ وسلم کی چپقلش پیدا کرتا ہی نص قرآنی و کلام ربانی سے منکر ہوتا ہی صورت اسلام مین دین
محمدی کی تخریب کا ارادہ کھتا ہی خود خراب ہوتا ہی عوام کو خراب کرتا ہی کسی کے نفس مین شیطان
لعین نے ایسا وسوسہ دلایا کہ وہ وجود شیطان کا اس عالم مین منکر ہوا نص قرآنی مین رای کو
دخل دینے لگا استغفر اللہ من ہذہ الخرافات واعوذ بہ من تلک الهفوات بعض تواریخ مین مرقوم
ہی کہ ایک مرتبہ ایام حج مین ایک شخص مکہ معظمہ مین وارد ہوا اور اوس نے بیباک ہوکر زمزم مین جو حرم محترم مین ایک
کنوان معظم ہی پیشاب کر دیا تمام شہر مین اسکا شہرہ ہوا سب اہل مکہ جمع ہوئے اور اوس نابکار کو سزا دینے لگے ایک شخص نے
اوس نابکار سے استفسار کیا کہ اوبے حیا تو نے کیون پیشاب زمزم مین کیا اوس نے جواب دیا کہ مین اس شہر مین تازہ وارد ہوا کسی سے
مجھسے معرفت تھی اور نہ ملاقات منظور یہ ہوا کہ اگر زمزم مین مین پیشاب کرون تو تمام شہر مین
میرا شہرہ ہو جائیگا اور ہر کس و ناکس مجھسے واقف ہو جائیگا اسوجہ سے مجھسے یہ حرکت سرزد
ہوئی اس زمانے مین یہ لوگ جو نئی نئی باتین نکالتے ہین مشابہت اوسی شخص کے رکھتے ہین
منظور نظر انکو یہ ہی کہ اگر دین مین ایسی بات نکالین گے کہ نہ کبھی سنی گئی ہو اور نہ کسی کتاب مین
ہو تو تمام ہند مین ہمارا شہرہ ہوگا اور ہر کس و ناکس ہمکو علامۂ زمان و فہامہ دوران اعتقاد
کریگا اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ حق جلشانہ حافظ اس دین محمدی کا ہی تم لوگون کی تخریب سے
کیا ہوتا ہی لازم ہے ان لوگون کو کہ ایسی حرکات سے باز آئین اور اپنے دین کو خراب اور خلق اللہ
کو گمراہ نہ کرین ورنہ بدلے عزت کے ذلت اوٹھائینگے دونون ہاتھ ملینگے پچھتائینگے
ع ہمارا کام سمجھانا ہی یارو پھر آگے چاہو تم مانو نہ مانو طرفہ ترین ماجرا و واقعہ حیرت
افزا یہ ہی کہ اس سال مولوی محمد بشیر سہسوانی حرمین شریفین تشریف لیگئے اور مشاہد عظام
و مشاعر کرام سے شرف اندوز ہوئے جب حج سے فراغت کر کے عزیمت مراجعت وطن کی
کی زیارت قبر محترم سید الرسل شفیع الامم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارادہ نہ فرمایا خدا جانے کیسا
خیال مین آیا حق تو یہ ہی کہ بڑی کم نصیبی ہی اوس شخص کی جو اسقدر مشقت سفر دور و دراز اوٹھا کے

مکہ معظمہ جاوے اور زیارت قبر نبوی سے مشرف نہووے کیسی قبر کہ محضر ملائکہ کرام ہی
اور مقبول ہر خاص وعام ہی کیسی قبر کہ مجمع انوار الٰہی ہی منبع فیض نامتناہی ہی کیسی قبر کہ
مدفن سید المخلوقات ہی محل نزول برکات ہی کیسی قبر کہ جو وہان جاکے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر سلام کرتا ہی خود آنحضرت بنفس نفیس جواب دیتے ہین اور متوجہ اوسکی استغفار کیطرف
ہوتے ہین زبانی ثقات کے مسموع ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کو اہالیان مکہ معظمہ نے
مدینہ منورہ جانے کی تفہیم کی اور تحصیل سعادت عظمی ومقصد اقصی کی تعلیم کی بلکہ جناب ڈپٹی
امداد العلی خانصاحب نے کہ وہ قصد مدینہ منورہ کا رکھتے تھے ارادہ اونکی کفالت کا کیا اور
زاد راہ کا وعدہ کیا مگر مولوی صاحب نے ہرگز نمانا اپنے خیال کو حق جانا اور عند التقریر زبان
مبارک سے یہ ارشاد کیا کہ زیارت قبر نبوی کی مستحب ہی چاہے کرے اور چاہے نہ کرے اور یہ
خیال نہ فرمایا کہ محققین حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ اسکے وجوب کے قائل ہین اور بہت سی حدیثین
اوسپر دلالت کرتی ہین الغرض جب مولوی صاحب بعد تباہی مرکب بہزار دقت وتعب وطن کو
پہونچے ہر طرف آوازہ طعن کا بلند ہوا اور غلغلہ اس حرکت نازیبا کا اوٹھا ای کاش مولوی صاحب
اس طعن وتشنیع کو سنکے خاموش ہوکے گہر مین بیٹھے رہتے اور زیادہ کد وکاوش نہ فرماتے
تو خوب ہوتا کہ اپنے ہی تک یہ بات رہتی عوام کی خرابی نہوتی لیکن مولوی صاحب نے جیسا
کہ باب تراویح مین شور وشغب مچایا اور آٹھ رکعت کو سنت اور باقی کو مستحب بنایا اوسیطرح
سے اس باب مین غلغلہ اوٹھایا افراط کی راہ پہ چلے طریق وسط سے کنارہ فرمایا ایک رسالہ
مسمی بالقول المحقق المحکم فی زیارۃ قبر الحبیب الاکرم لکہ کے طبع کرایا اور اپنے نفس سے الزام
اوٹھایا جب وہ رسالہ جناب استاذنا زبدۃ الاوائل فخر الاماجد والاماثل مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی
کے معائنہ سے گذرا اور اونہون نے مجہے دکہایا مجکو عجب پر عجب ہوا مولف نے قلادہ تقلید حنفیہ پہن کے
اونپر افترا کی نسبت استحباب زیارت قبر نبوی اور ضعیف ہونے قول وجوب کے طرف جمہور حنفیہ کی حالانکہ
محققین اصحاب مذاہب اربعہ اوسکے وجوب کے قائل ہین اور حنفیہ قول وجوب کو نقل کرکے نہ اوسکو غلط لکھتے ہین
اور نہ ضعیف لکھتے ہین بلکہ اوسکو احادیث سے موید کرتے ہین اور اوسیطرف مائل ہین طرفہ مولف نے یہ کیا کہ جو
احادیث باب زیارت مین وارد ہین اور بعض اونکے صحیح اور بعض حسن ہین اونکو باطل وضعیف وموضوع ٹھہرایا

نقل عبارتین ایسی قطع و برید فرمائی کہ حکایت قاضی محمد مبارک کو فاموی کی یاد آئی
جو عبارتین تضعیف کی تہین اونکو نقل کیا اور جو کلمات قوت کے تھے اونکو حذف کیا
بمقتضائے ؎ اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست + اگر خاموش بنشینم گناہ ست ایک رسالہ
مسمی بالکلام المبرم فی نقض القول المحقق المحکم بعجلت تمام باوجود عدم
فرصت تام تصنیف کیا اور اوسمین مولف کے قول قول کو نقل کرکے شرح و جرح کی
وجوب زیارت کو ثابت کیا احادیث کی قوت و جودت کتب معتبرہ سے نقل کی تا عوام کو گمراہی
نہ ہووے اور تمام عالم اس اعتقاد جدید سے محفوظ رہے **قال** سلمہ اللہ تعالی الحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین **اما بعد** مخفی نرہے کہ زیارت
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے مستحب ہی اور بعضون نے
جو واجب یا قریب بواجب لکہا ہی تو اوسکا ضعف خود کلام محققین حنفیہ سے سمجہا جاتا ہی
اقول مخفی نرہے کہ جمہور فقہائے حنفیہ قائل بوجوب ہین اور قول وجوب کو نقل کرکے
سکوت کرتے ہین اور ضعف کی طرف مطلقا اشارہ نہین کرتے ہین چنانچہ قدوۃ الانام
کمال الدین بن الہمام فتح القدیر مین تحریر فرماتے ہین قال مشائخنا ہی افضل المندوبات
وفی مناسک الفارسی وشرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ روی الدار قطنی والبزار
عنہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی واخرج الدار قطنی عنہ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم من جاءنی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ
واخرج الدار قطنی ایضا من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی انتہی اور
قاضی القضاۃ عبد الرحمن بن محمد المعروف بشیخی زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مین لکھتے ہین
ومن احسن المندوبات بل یقرب من درجۃ الواجبات زیارۃ قبر نبینا علیہ الصلوۃ والسلام انتہی
اور شیخ محمد بن عبد اللہ التمرتاشی منح الغفار شرح تنویر الابصار مین لکھتے ہین زیارۃ قبر نبینا
من اعظم القرب وارجی الطاعات وفی شرح المختار ہی افضل المندوبات والمستحبات بل تقرب
من درجۃ الواجبات وفی مناسک السطر البلسی نقلا عن مناسک الفارسی انہا قریبۃ الی الواجب
فی حق من کان لہ سعۃ وقد حض سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم علی زیارتہ وبالغ فی الندب الیہا

روی الدارقطنی وابوبکر البزار مرفوعا من زار قبری وجبت له شفاعتی وقال علیه السلام من جاءنی زائرا لم تنزعه حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة اخرجه الدارقطنی وعن انس عن النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم انه قال لاعذر لمن کان له سعة من امته ولم یزره اخرجه الحافظ ابو محمد بن عساکر بمعناه وذکره قاضی القضاة عزالدین فی مناسکه الکبری انتہی اور فاضل حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں لکھتے ہیں زیارة النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم من افضل القرب واحسن المستحبات بل تقرب من درجة مالزم من الواجبات فانه صلی الله علیه وعلی آله وسلم حرض علیها فقال من وجد سعة ولم یزرنی فقد جفانی وقال صلی الله علیه وعلی آله وسلم من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی ومما هو مقرر عند المحققین انه صلی الله علیه وعلی آله وسلم حی یرزق ممتع بجمیع العبادات غیر انه حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات انتہی اور خزانة المفتین میں ہے زیارة النبی علیه الصلوة والسلام من المستحبات بل یقرب من درجة الواجبات انتہی اور علامۂ ہند عبد النبی بن احمد بن ملا عبد القدوس گنگوہی تلمیذ رشید ابن حجر مکی سنن الہدی فی متابعة المصطفی میں تحریر کرتے ہیں اعلم ان زیارة النبی العربی القرشی المکی صلی الله علیه وعلی آله وسلم سنة من سنن المسلمین مجمع علیه بین علماء الدین وفضیلة مرغبة فیها للمحبین وقال الکرمانی من اصحابنا الحنفیة انها مندوبة قریبة الی الواجب فی حق من کان له سعة علی مایدل علیه الاحادیث ونقل القاضی عن ابی عمر قال اجب شد الرحال الی قبره علیه الصلوة والسلام قال المولف سمعت شیخنا ابن حجر ایدالله الاسلام ببقائه یقول انها واجبة عند بعض اصحابنا الشافعیة مثل الحج ولا فرق بین الفرض والواجب عنده انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہیں من وجد سعة ولم یفد الی فقد جفانی وفی روایة ما من احد من امتی له سعة ولم یزرنی فلیس له عذر عند الله وقال من جاءنی زائرا لایهمه الا زیارتی کان حقا علی الله ان اکون له شفیعا وقال من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامة ومن سکن المدینة وصبر علی بلائها کنت له شفیعا یوم القیامة وقال اسحق بن ابراهیم الفقیه ومما لم یزل شان من حج المرور بالمدینة والقصد الی الصلوة فی مسجد رسول الله والتبرک برؤیة روضته ومنبره انتہی ملخصا اور مولف جمع المناسک لباب المناسک میں لکھتے ہیں اعلم ان زیارة سید المرسلین باجماع المسلمین من افضل القربات وافضل الطاعات وانجح المساعی لنیل الدرجات قریبة من درجة الواجبات لمن له سعة وترکها غفلة عظیمة وجفوة کبیرة وفقه سرح

بعض العلماء المالکیۃ بان المشی الی المدینۃ افضل من المشی الی الکعبۃ وبیت المقدس انتہی وشیخ عبدالحق دہلوی

در مدارج النبوۃ می نویسند اما زیارت قبر شریف و مسجد منیف از اعظم قربات و اعلی درجات ست

بعضے بر آنند که واجب ست چنانکه امام عبدالحق که از اعاظم علمای حدیث ست ذکر کرده و بثبوت پیوسته

که آنحضرت فرمود من زار قبری وجبت له شفاعتی و حدیثیست که من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی صاحب

مواہب گفته که این ظاہرست در حرمت ترک زیارت زیرا که درین جفا و اذی اوست وجفا و اذی

آنحضرت حرام ست باجماع پس واجب باشد ازالۂ جفا و آن بزیارت خواہد بود پس زیارت واجب باشد

انتہی ان عبارات پر لحاظ کرکے ارشاد ہو کہ کسنے قول وجوب کو ضعیف لکھا ہے اور کس نے جمہور کے

نزدیک مستحب کہا ہے اگر نظر وسیع ہے ملاحظہ کتب حنفیہ کیجیے صاف معلوم ہوگا کہ حنفیہ قول وجوب

کو نقل کرکے سکوت کرتے ہیں اور میلان اسی قول کیطرف رکھتے ہیں کیونکہ یہ قول معتبر ہو احادیث

متکاثرہ و عبارات مختلفہ سے وجوب ثابت ہوتا ہے اور جملہ احادیث کو غیر معتبر اور موضوع ٹھہرانا پایۂ

اعتبار سے ساقط ہے چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی اب کلام بعض محققین شافعیہ

کا بھی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب کی معلوم ہوتی ہے سمہودی وفاء الوفاء میں

لکھتے ہیں الحنفیۃ قالوا ان زیارۃ قبر رسول اللہ من افضل المستحبات بل تقرب من درجۃ الواجبات

وکذلک نص علیہ المالکیۃ والحنابلۃ انتہی اور احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں اعلم ان زیارۃ

قبرہ الشریف من اعظم القربات وارجی الطاعات والسبیل الی اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر ہذا فقد

انخلع من ربقۃ الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام وقد اطلق بعض المالکیۃ وہو ابو عمران

الفاسی کما ذکرہ فی المدخل عن تہذیب الطالب لعبدالحق انہا واجبۃ ولعلہ اراد وجوب السنن الموکدۃ

وقال عیاض انہا سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا وروی الدارقطنی من حدیث ابن عمر ان رسول اللہ

قال من زار قبری وجبت له شفاعتی ورواہ عبدالحق فی احکامہ الوسطی وفی الصغری وسکت عنہ وسکوتہ

عن الحدیث فیہما دلیل علی صحتہ وفی المعجم الکبیر للطبرانی ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال من جاءنی

زائرا لا تعملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامۃ وصححہ ابن السکن وروی عنہ صلی اللہ

علیہ وعلی آلہ وسلم من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی ذکرہ ابن فرحون فی مناسکہ والغزالی فی الاحیاء

ولم یخرجہ العراقی بل اشار الی ان اخرجہ ابن النجار فی تاریخ المدینۃ عن انس قال قال رسول اللہ صلعم

من استطاع له سعة ثم لم یزرنی الا ولیس له عذر و لابن عدی فی الکامل و ابن حبان فی الضعفاء و الدارقطنی
فی العلل و غرائب مالک و آخرین کلهم عن ابن عمر قال قال رسول الله من حج و لم یزرنی فقد جفانی ولایصح
و علی تقدیر ثبوته فلیتامل قوله فقد جفانی فانه ظاهر فی حرمة ترک الزیارة لان الجفا اذی و الاذی حرام
بالاجماع فتجب الزیارة اذ ازالة الجفا واجبة فالزیارة واجبة و بالجملة فمن تمکن من زیارته و لم یزره
فقد جفاه و لیس من حقه علینا ذلک انتهی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین زیارة القبور تعظیم و تعظیمه صلی الله
علیه و علی آله و سلم واجب انتهی اور ابن حجر مکی ہیثمی در منظم فی زیارة النبی المکرم مین کہتے ہین انما الخلاف
بینهم فی ان زیارته رسول الله واجبة او مندوبة فقیل واجبة و قد یستدل بظاهره بخبر ابن عدی و هو قوله
علیه السلام من حج و لم یزرنی فقد جفانی بحمل من حج البیت قید البیان الاولی و الاهم حتی لایکون له مفهوم
و یوید ذلک سقوطه من روایات آخر و ان کانت ضعیفة و جفاره صلی الله علیه و علی آله و سلم حرام فعدم زیارته
المتضمن لجفائه کذلک و یوید ذلک ان جماعة من المذاهب الاربعة اخذوا وجوب الصلوة علیه صلی الله
علیه و علی آله و سلم کلما ذکر مما صح عن قتادة مرسلا قال قال رسول الله من الجفا ان اذکر عند رجل فلا یصل
علی و فی روایة البخیل من ذکرت عنده فلم یصل علی و فی روایة البخیل کل البخیل و فی روایة رجالها رجال
الصحیح الا ان فیه متهما ان من لم یصل علی عند ذکری اجفی الناس و هذه کلها توید القول بوجوب الزیارة
قیاسا علی وجوب الصلاة علیه عند سماع ذکره بجامع انه عد کلا منهما جفاء انتهی اور بعد چند سطور کے
لکھتے ہین قال الحنفیة انها اقرب من درجة الواجبات و قال بعض ائمة المالکیة انها واجبة و قال غیرهم
منهم لعنی من سنن الواجبة و یدل لذلک احادیث صحیحة صریحة لایشک الا من الطمس نور بصیرته انتهی
مخفی نرہے کہ قول صاحب مواہب کا حدیث من حج و لم یزرنی فقد جفانی کے حق مین لفظ لایصح
اوسکے موضوع ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اوسکی مرتبہ صحت مصطلح اہل حدیث
تک نہین پونچی ہی بلکہ ضعیف ہی نہ یہ کہ مطلقا ثابت نہین آبن طاہر فتنی تذکرة الموضوعات مین
لکھتے ہین قال السیوطی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح و قولنا موضوع بون کثیر فان الموضوع
اثبات الکذب و قولنا لم یصح لایلزم منه اثبات العدم و انما هو اخبار عدم الثبوت و قال ایضا
لایلزم منه ان یکون موضوعا فان الثابت یشمل الصحیح و الضعیف انتهی خلاصه مرام اس مقام مین
یہ ہی کہ باب زیارت مین علما کے تین قول ہین بعض علمای خلف و سلف تو مندوبیت پر کفایت

کرتے ہین اور بعض مالکیہ اور بعض شافعیہ حکم وجوب کا دیتے ہین اور یہی مختار محققین متاخرین شافعیہ
مثل ابن حجر و قسطلانی کا ہی اور جمہور حنفیہ اس قول کو نقل کر کے احادیث سے موید کرتے ہین اور جو
وجوب کا ادعا نہین کرتے ہین اور مختار بعض مالکیہ یہ ہی کہ زیارت سنت موکدہ ہی اور قابل اخذ و اعتماد قول
اوسط ہی فان خیر الامور اوسطہا کیونکہ چند احادیث کہ بعض اونکے حسن ہین اور بعضے ضعیف ہین
کما ستطلع علیہ عنقریب وجوب پر دلالت کرتے ہین بلکہ اگر فرض کرو کہ کوئی حنفی یا شافعی تصریح
وجوب کی نہ کرتا تو ہمکو بعد معاینہ کرنے احادیث کے یہ حکم لازم تھا کہ واجب ہی چہ جا سے آنکہ
خود علماء حنفیہ و شافعیہ اسکے مصرح اور موید ہین پس اختیار کرنا قول مندوبیت کو اور نسبت
اوسکے اختیار کا اور ضعف قول وجوب کی طرف جمہور حنفیہ کے کرنا جیسا کہ مولف قول محکم نے
کیا ہی باطل اور افترا ہی **ثم قال** در مختار مین مرقوم ہی وزیارۃ قبرہ مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ
طحطاوی نے لکھا ہی قولہ بل قیل واجبۃ الذی فی الفتح تقرب من درجۃ الواجبات وفی مناسک الطرابلسی
انہا قریبۃ الی الوجوب فی حق من کان لہ سعۃ انتہی شامی کہتا ہی قولہ بل قیل واجبۃ ذکرہ فی شرح اللباب
وقال کما بینۃ فی الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ وذکرہ ایضا الخیر الرملی فی حاشیۃ المنح وقال
وانتصر لہ نعم عبارۃ اللباب والفتح وشرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ انتہی اور فتاوی
عالمگیری مین مسطور ہی قال مشائخنا انہا افضل المندوبات وفی مناسک الفارسی وشرح المختار
انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ اور رد المحتار مین لکھا ہی وہل تستحب زیارۃ قبرہ علیہ السلام للنساء
الصحیح نعم بلا کراہۃ بشروطہا علی ما صرح بہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرخی وغیرہ
من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فلا اشکال واما علی غیرہ فکذلک نقول
بالاستحباب لاطلاق الاصحاب انتہی ان عبارات سے صاف ظاہر ہی کہ نزدیک جمہور مشائخ
حنفیہ کے زیارت قبر آنحضرتؐ کی مستحب ہی اور واجب کہنا ضعیف ہی جیسا کہ لفظ قیل سے جو
در مختار مین ہی سمجھا جاتا ہی اور ایسا ہی قریب بواجب کہنا کیونکہ یہ دونون قول متقارب ہین
اقول یہ قول متضمن دو افترا پر ہی ایک نسبت کرنا مذہب کی طرف جمہور حنفیہ کے حال آنکہ
نہ عبارت در مختار مین یہ لفظ ہی اور نہ عبارت عالمگیری مین دوسری نسبت کرنا تضعیف
قول وجوب کی طرف صاحب در مختار کے حال آنکہ اوسکے کلام مین کہین نشان تضعیف کا نہین ہی

اورلفظ میں موضوع واسطے تضعیف کے نہین کہ خواہ مخواہ اوس سے تضعیف سمجھی جاوے بلکہ اکثر
جب قائل کو بیان کرنا منظور نہین ہوتا ہی یا قائل مشہور ہوتا ہی اوسوقت لفظ قیل سے اوسکا
قول نقل کر دیتے ہین کما لا یخفی علی من طالع المختصرات فضلا عن المطولات آور دلیل اسپر یہ ہی
کہ محشین درمختار مثل طحطاوی وشامی ودمیاطی نے تحت لفظ قیل کے مجرد قائل کے تعیین کردی
او تضعیف کی طرف باگ نہین پھیری بلکہ شامی نے قوت اس قول کی نقل کی پس معلوم ہوا کہ
غرض صاحب درمختار کی قیل سے مجرد نقل قول بغیر تعیین قائل ہو نہ تضعیف اوسکی اور اگر تسلیم
کرین کہ غرض اوسکی تضعیف ہی تو ہم کہین گے کہ صاحب درمختار یا رد المحتار یا صاحب عالمگیری ارباب
ترجیح سے نہین ہین کہ اونکی تضعیف معتبر کی جاوے اگر کوئی حنفی کہ اصحاب ترجیح مین اوسکا شمار ہو
اس قول کو ضعیف کرے البتہ اوسپر اعتماد کر سکتے ہین ملاحظہ کیجیے کہ ابن ہمام نے کہ اصحاب ترجیح اور
فقہاء النفس مین اونکا شمار ہی قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کیا اور اوسکو ضعیف نہ کیا پس اونکا سکوت
اس قول کی صحت وجودت کیواسطے کافی ہی اب یہان ایک امر مولف سے استفسار ہی وہ یہ کہ جمہور فقہا
حنفیہ بلکہ تمام حنفیہ تراویح کو بیس رکعت سنت موکدہ لکھتے ہین اور آپنے اونکے قول کو لغو جانا
اور اقتصار آٹھ رکعت پر بعد افطار صیام کے غنیمت جانا سنیت بیس رکعت کو اوڑا دیا اور آٹھ پر
رکعات زائدہ کو مثل قول روافض کے سنت عمری ٹھہرا دیا پھر اپنے فعل پر بھی کفایت نہ کی
بلکہ تمام اپنے معتقدون کو اس امر کی ہدایت کی اس سے عوام کالانعام گمراہ ہو گئے اعتقادات
اونکے مثل اہل بدعات کے ہو گئے جب یہ امر جناب استاذنا مولانا محمد عبد الحی ادام
فیضہ العلی نے دیکھا ایک رسالہ بہ بسط بسیط اس مسئلہ مین لکھہ کے طبع کرا دیا نام اوس کا
تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار رکھا اور اوس مین خوب طرح سے
بیس کی سنیت کو موکد کیا اور آٹھ پر اختصار کرنے والے کو بسبب ترک سنت خلفاء
راشدین کے ملزم کیا یقین ہے کہ ملاحظہ سے گذرا ہوا و مقبول خاطر عاطر ہوا ہو پس ہم آپسے
سوال کرتے ہین کہ تراویح کے باب مین قول جمہور کہان گیا اور زیارت کے باب مین
قول جمہور کہان سے پیدا ہوا اگر یہان نفس اماره کی متابعت سے تراویح مین آٹھہ پر
کفایت کی اور باب زیارت مین مندوبیت ثابت کی گویا دین تابع ہوا ے نفسانی ہو گیا

اور مسائل شرعیہ مین رای سے دخل یا فانا للہ و انا الیہ راجعون اور اگر کہیے کہ باب زیارت مین احادیث موضوع ہین تو ہم کہین گے کہ یہ قول آپکا غلط ہی کیونکہ ذہبی وغیرہ نے بعض کی تحسین کی ہی جلدی نہ کیجیے بزودی اوسپر اطلاع ہوگی **ثم قال** اور ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ان دونون کی دلیل بہی ایک ہی ہوگی یعنی وہ حدیث کہ جسمین بہ نسبت تارکین زیارت کی لفظ جفا کا آیا ہی اور محدثین اوسکو موضوع لکہتے ہین جیساکہ بیان اوسکا انشاء اللہ تعالی عنقریب آتا ہی پس تضعیف ایک کی گویا کہ تضعیف دوسرے کی ہی **اقول** نسبت وضع کے اس حدیث کی طرف غیر مقبول ہی البتہ حدیث ضعیف وغریب ہی تفصیل اسکی عنقریب انشاء اللہ تعالی آویگی **ثم قال** پوشیدہ نرہے کہ قیل واجبۃ کی تحت مین جو طحطاوی و شامی نے اقوال اون لوگونکی جو کہ قائل بوجوب یا قریب بوجوب کے ہین نقل کیے ہین اس سے مقصود صرف بیان قول مرجوح ہی نہ ترجیح اس قول کی اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری مین جو بعد بیان قول جمہور کے قریب وجوب ہونیکو مناسک فارسی اور شرح مختار سے نقل کیا ہی اوس سے بہی مقصود ترجیح اس قول کی نہین ہی کما ہو الظاہر و من یدعی خلاف الظاہر فعلیہ البیان **اقول** یہ امر آپ ہی کے نزدیک ظاہر ہی ورنہ ہر متبحر و غیر متبحر اس امر کو سمجہتا ہی کہ غرض طحطاوی اور شامی اور مولفان عالمگیری کے مجرد نقل قائلین وجوب ہی نہ اوسکی تضعیف ارشاد کیجیے کہ کون لفظ ان تینون کی دلالت کرتی ہی تضعیف کے قصد پر اور مجرد دعوی ظاہر ہونے کا داب مناظرہ سے خارج ہی **ثم قال** یہ جو کچہہ کہ لکہا گیا موافق اقوال حنفیہ کے ہی اب جاننا چاہیے کہ موافق حدیث رسول اللہ صلعم کے بہی زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مستحب ہی عن بریدۃ قال قال رسول اللہ نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا رواہ مسلم و عن ابی ہریرۃ قال زار النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم قبر امہ فبکی و ابکی من حولہ فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لہا فلم یوذن لی و استاذنتہ فی ان ازور قبرہا فاذن لی فزوروا القبور رواہ مسلم ان دونون حدیثون سے مطلق زیارت کا استحباب ثابت ہوتا ہی پس آنحضرت کی قبر کی زیارت کا استحباب بدرجہ اولی ثابت ہوا اور ایسا ہی باقی احادیث صحیحہ کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتے ہین وہ سب اسواسطے استحباب زیارت قبر آنحضرت کے دلیل ہو سکتے ہین **اقول** سبحان اللہ عجب قیاس ہی زیارت قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بدرجہا زیارت باقی قبور سے موجب نفع درجات و باعث حصول جنات ہی پس قیاس کرنا کہ جب مطلق زیارت قبور مستحب ہوئی تو زیارت قبر نبوی بھی مستحب ہوگی کب درست ہی ہاں اگر اولا کسی دلیل سے استحباب قبر زیارت نبوی ثابت ہو جاوے اور زیارت باقی قبور اوسپر قیاس کرکے کہا جاوے کہ جب زیارت قبر نبوی کی مستحب ہوئی تو زیارت مطلق قبرون کی بدرجہ اولی مستحب ہوگی تو البتہ درست ہوگا کیونکہ ادنی پر اعلی کا قیاس درست نہین ہی مطلق قبور کی زیارت کے مستحب ہونے سے یہ ضرور نہین کہ زیارت قبر نبوی بھی مثل اوسکی مستحب ہو بلکہ زیارت قبر نبوی کے واجب ہی اور مطلق زیارت مستحب ہی اب چند ادلہ وجوب زیارت نبوی کے گوش گذار کرنا چاہیے اور بنظر انصاف غور فرمانا چاہیے پہلی دلیل کتاب اللہ سے کہ اعلی ترین ادلہ ہی حق جلشانہ سورہ نسا مین فرماتا ہی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اگر وہ لوگ جب کہ ظلم کیا اپنے نفسون پر اور کبائر و صغائر مین مبتلا ہوئے آوین تمہارے پاس ای ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور طلب مغفرت کرین حق تعالی سے اور طلب مغفرت کرے اونکے واسطے رسول اللہ البتہ پاوین گے وہ لوگ حق تعالی کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اور حق تعالی اونکے گناہونکو بخشدیگا اس آیہ مین حق تعالی نے گناہون کے بخشنے کو اور حق تعالی کے مہربان ہونیکو مشروط کیا ساتھ اس امر کے کہ وہ لوگ حضور نبوی مین حاضر ہووین اور طلب مغفرت کرین پس معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ حضور نبوی مین حاضر نہون گے اور عذر خواہی نکرین گے حق تعالی کو مہربان نہ پاوینگے اور مستحق مغفور ہونیکے نہون گے اگر کوئی متشکک کہی کہ یہ آیہ خاص ہی زمانہ حیات نبوی کے ساتھ اور بعد حیات آنحضرت کے آنحضرت کہان ہین کہ ہم اونکے پاس جاوین تو اوسکو یون دفع کرنا چاہیے کہ تمام کتب عقائد مین مصرح ہی کہ آنحضرت جس طرح سے اس عالم مین تشریف رکھتے تھے اوسیطرح قبر مین تشریف رکھتے ہین اور عبادات الہی مین مصروف ہین اور یہی مذہب تمام اہلسنت کا ہی اور بہت احادیث صحیحہ اس امر پر دال ہین جسکو منظور ہو بیہقی کے رسالے کو کہ حیاۃ الانبیا مین تصنیف ہوا دیکھ لے پس موت آنحضرت کی فی الحقیقت انتقال مکانی ہی نہ موت حقیقی آپ کی خدمت مین قبل وفات کے اور بعد وفات کے حاضر ہونا دونون برابر ہین

الله حق تعالی نے کلمہ جاؤک کا مطلق فرمایا بزمانۂ حیات نبوی مقید نہین کیا پس معلوم ہوا
کہ مدار مغفور ہونے کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا ہی خواہ عالم حیات نبوی مین ہو یا بعد
وفات کے پس ثابت ہوا کہ زیارت قبر محمدی حضور مجلس محمدی واجب ہی وذلک ہو المراد
دوسری دلیل قیاسی یہ ہی کہ زیارت کسی کے قبر کی اور اوسپر سلام کرنا ادا کرنا ہی اوسکے حق
اسلامی کا جیسا کہ نماز جنازہ پڑھنا ادای حق مسلم ہی اور ادای حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم تمام عالم پر واجب ہی پس زیارت قبر نبوی واجب ہی تیسری دلیل یہ ہی کہ اگر کوئی شخص
کسی بلدے مین یا قریب اوس بلدے کے وارد ہو اور اوس بلدے مین اوسکا آقا یا مولی یا باپ
موجود ہو اور اوسکی ملاقات کو وہ شخص نہ جاوے باوجود قدرت و وسعت کے وہ شخص
نالائقون مین گنا جاویگا اور احسان فراموشون مین نام اوسکا لکھا جاویگا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کا احسان تمام عالم پر ہی اور بطفیل اونکے تمام اہل اسلام جہنم سے ناجی ہوئے
اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آپنے ارشاد کیا انما انا لکم بمنزلۃ الوالد رواہ ابوداؤد وغیرہ یعنی مین
واسطے تم لوگون کے بمنزلہ باپ کے ہون جسطرح پدر اپنے پسر کو صورتین نجات کی سکھاتا ہی
اوسی طرح مین تمکو تعلیم کرتا ہون پس جس بلدے مین کہ آنحضرت تشریف رکھتے ہین اوسمین باوجود
قدرت کے نہ جانا بڑے احسان فراموشی ہی اور قریب اوس بلدے کے پہونچکے وہان حاضر نہونا
گویا عقوق پدری ہی **ثم قال** لیکن استدلال اس عاجز کا ساتھ اون احادیث کے کہ جس مین
خاص حضرت کے قبر کی زیارات کا ذکر ہی درست نہین ہی کیونکہ بعض اونمین ضعیف ہین او ربعض
اس درجے کے کہ لائق احتجاج نہین اور بعض موضوع ہین اونمین سے چند کا حال بطور نمونے کے بیان
کیا جاتا ہی **اقول** مولف نے خوب نمونہ دکھانے مین حق پوشی کی احادیث حسنہ کو ضعیف اور
قابل احتجاج کو غیر قابل احتجاج لکھدیا بلکہ قلم کو اپنے ہاتھہ سے چھوڑدیا جو عبارتین تضعیف کی تہین
اونکو نقل کردیا اور عبارات تصحیح سے کنارہ کیا اسمار رجال مین جو عبارات جرح کی تہین اونکو
تحریر کیا اور عبارات توثیق کو چھوڑدیا واہ واہ خوب سرقہ وقطع برید ہی شاید یہ امر مولف کے
زعم مین موجب اجر مزید ہی شاید مولف کے گمان مین یہ آیا کہ سوائے اپنے کوئی عالم دنیا مین باقی
نہین رہا اور عوام کالانعام جو مین لکھونگا اوسپر ایمان لائینگے قول حق جلشانہ کو بھول گئے کہ وفوق

کل ذی علم علیم آپ بچشم غور مولف کی چشم پوشی و تقطیع عبارات کا حال سنیے **قال** پہلی حدیث
من زار قبری وجبت له شفاعتی شوکانی فوائد مجموعہ مین لکھتا ہی قال فی المقاصد ان ابن خزیمة
اشار الی تضعیفه اور مقاصد حسنہ مین مرقوم ہی حدیث من زار قبری وجبت له شفاعتی رواہ ابو الشیخ
وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وهو فی صحیح ابن خزیمة واشار الی تضعیفه انتہی **اقول** یہ تحریر آپکی
مثل اسکے ہی کہ لا تقربوا الصلوة کو لکھکے وانتم سکاری کو چھوڑ دیجیے مقاصد کی عبارت
پوری کیون نہ نقل کی خوف یہ ہوا کہ اسمین اس حدیث کی تقویت بھی لکھی ہی اگر وہ بھی لکھین گے
اپنے مطلب کے خلاف ہو جائیگا دیکھو عبارت مقاصد کی یہ ہی حدیث من زار قبری وجبت له
شفاعتی ابو الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وهو فی صحیح ابن خزیمة واشار الی تضعیفه وهو عند
ابن عدی والدارقطنی والبیہقی بلفظ کان من زارنی فی حیاتی وضعفه البیہقی وکذا قال الذہبی طرق
کلہا لینة لکن تتقوی بعضها ببعض لان ما فی رواتها متهم بالکذب انتہت اس عبارت مین ذہبی سے
تقویت منقول ہی اور اس قدر مستدلین کو کافی ہی اگر زیادہ تصریح اس حدیث کی قوت مین منظور
ہو تو دیکھیے علامہ نور الدین علی سمہودی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی مین لکھتے ہین قال السبکی
اقل درجات ہذا الحدیث الحسن ان نوزع فی صحته لما سیاتی من شواہدہ وقال الذہبی طرقه لینة یقوی
بعضها بعضا انتہی اور ابن حجر مکی در منظم مین لکھتے ہین حدیث من زار قبری وجبت له شفاعتی
وفی روایة حلت له شفاعتی صححه جماعة من ائمة الحدیث والطعن فی رواته مردود کما بینه السبکی
واطال فیه وقول البیہقی انه منکر معناہ انه تفرد به راویه والفرد قد یطلق علیه ذلک کما قاله احمد فی
حدیث دعاء الاستخارة مع انه فی الصحیحین وقول الذہبی طرقه کلہا لینة یقوی بعضها بعضا لا ینافیه
لان غایته انه بتسلیم ذلک حسن وهو یطلق علیه الصحة کما بین فی محله انتہی اور اگر زیادہ تفصیل منظور ہو
تو رسالہ سبکی مسمی بہ شفاء الاسقام فی زیارة سید الانام ملاحظہ کیجیے بغیر تامل و غور کتب بینی
کی حدیث حسن کو ضعیف و غیر قابل احتجاج کہدینا اہل علم کی شان سے نہین ہی **ثم قال** اس
حدیث کی کوئی اسناد موسی بن ہلال عبدی اور عبد اللہ بن العمری سے خالی نہین ہی اور موسی
بن ہلال عبدی کی نسبت کتب رجال مین مرقوم ہی قال ابو حاتم مجہول قال العقیلی لا یتابع علی
حدیثه وقال البیہقی انه مستور اور عبد اللہ بن عمر العمری کی نسبت تہذیب الکمال وغیرہ مین لکھا ہی

انه ليس بقوي عند اهل الحديث قال احمد كان يزيد في الاسانيد ويخالف كان يحيى بن سعيد يضعفه قال علي
بن المديني عن ابيه ضعيف وقال يعقوب بن شيبة في حديثه اضطراب قال النسائي ضعيف انتهى اقول
کتب رجال میں ان دونوں راویوں کی توثیق بھی منقول ہے اور جرح کی رد وجوہ بھی جرح مبہم کو نقل کرنی
اور توثیق سے چشم پوشی کرنیکی کیا وجہ ہے حافظ ابن حجر لسان المیزان میں بعد نقل کلام ابوحاتم اور عقیلی کے
لکھتے ہیں قلت هو صالح الحديث روى عنه احمد والفضل بن سهل الاعرج واحمد بن ابي عروبة وآخرون انتهى اور وفاء الوفا
باخبار دار المصطفى میں ہے قال الدارقطني حدثنا المحاملي حدثنا عبيد بن محمد الوراق حدثنا موسى بن
هلال العبدي عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم
من زار قبري وجبت له شفاعتي قال السبكي كذا في عدة نسخ معتمدة من سنن الدارقطني عبيد الله
مصغرا وكذا للدارقطني في غير السنن وكذا رواه غير الدارقطني عن غير المحاملي كما رواه البيهقي من
طريق محمد بن زنجويه القشيري قال حدثنا عبيد بن محمد بن القاسم بن ابي مريم الوراق حدثنا موسى
بن هلال العبدي عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر الحديث ورواه جماعة غير موسى بن هلال
منهم جعفر بن محمد حدثنا محمد بن هلال البصري عن عبيد الله مصغرا رواه العقيلي ومنهم محمد بن اسمعيل
بن سمرة واختلف عليه فروى عنه مصغرا كغيره وروى عنه مكبرا ومن ذلك الحافظ يحيى بن علي
وصور التصغير وفي كامل ابن عدي عبد الله صح قال السبكي فيه نظر والذي يترجح عندي عبيد الله
لتظافر روايات عبيد بن محمد كلها وبعض روايات ابن سمرة ويحتمل ان موسى سمع من عبيد الله
تارة وعبد الله جميعا وحدث به عن هذا تارة وعن هذا اخرى ومن رواه عن موسى عن عبد الله
مكبرا الفضل بن سهل فان صح حمل على انه سمعهما والمكبر قال احمد صالح وقال ابوحاتم رأيت احمد بن حنبل
يحسن الثناء عليه وقال ابن معين ليس به باس يكتب حديثه قال السبكي وهذا الحديث ليس في سلسلته
الا التباس عليه السند او استثناء والرواة الى موسى بن هلال ثقات وموسى قال ابن عدي ارجو
انه لا باس به وقد روى عنه ستة منهم الامام احمد ولم يكن يروي الا عن ثقة فلا يضر قول ابي حاتم انه
مجهول وقول البيهقي انه سواء قال عبيد الله ام عبد الله فهو منكر عن نافع لم يات به غيره فهذا فيه شبهة
يدلك على انه لا علة لهذا الحديث الا تفرد موسى به وانهم لم يحملوه لخفاء حاله والا فكم من ثقة يتفرد بشيء
واما بعد قول ابن عدي في موسى ووجود متابع فانه يتعين قبوله ولذلك ذكره عبد الحق في الاحكام

الاوسط والصغیر وسکت علیہ انتہی اور بھی وفاء الوفاء میں ہے روی البزار من طریق عبد اللہ بن ابراہیم
الغفاری حدثنا عبد الرحمن عن ابیہ عن ابن عمر عن النبی علیہ الصلاۃ والسلام قال من زار قبری
حلت لہ شفاعتی قال البزار عبد اللہ بن ابراہیم حدث باحادیث لم یتابع علیہا وقال ابو داؤد
منکر الحدیث قال السبکی ہذا الحدیث ہو الاول ولذلک عزاہ عبد الحق للدارقطنی والبزار الا ان
فی الاول وجبت وفی الثانی حلت فلذلک افردتہ والقصد الی تقویۃ الاول بہ فلا یضرہ ما قیل
فی الغفاری وکذا ما قیل فی عبد الرحمن بن زید اذ لیس اجماعا الی تہمۃ کذب ولا فسق ومثلہ یحتمل فی
المتابعات والشواہد انتہی اور ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں عبد اللہ بن عمر بن حفص
بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی اخو عبید اللہ صدوق فی حفظہ شیء روی عن نافع وجماعۃ
روی احمد بن ابی مریم عن ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ وقال الدارمی قلت لابن معین کیف
حالہ فی نافع قال صالح ثقۃ وقال احمد بن حنبل صالح لا باس بہ قال ابن عدی ہو فی نفسہ صدوق انتہی
ملخصا اور ذہبی کاشف مختصر تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم العمری
عن اخیہ عبید اللہ وعن نافع والمقبری وعنہ ابنہ عبد الرحمن والقعنبی وابو مصعب قال ابن معین
صویلح وقال ابن عدی لا باس بہ صدوق انتہی اور وفاء الوفاء میں ہے روی النسائی والبزار
والحاکم واللفظ لہ یوشک الناس ان یضربوا اکباد الابل فلا یجدوا عالما اعلم من عالم بالمدینۃ
قال الحاکم قد کان ابن عیینۃ یقول نری ہذا العالم مالک بن انس قال الزرکشی وفیما حکاہ عن سفیان
نظر لما فی صحیح ابن حبان ان اسحق بن موسی قال بلغنی عن ابن جریج انہ کان یقول انہ مالک بن انس
فذکرت ذلک لسفیان بن عیینۃ فقال انما العالم من یخشی اللہ ولا نعلم احدا کان اخشی من العمری
قال التوربشتی فی شرح المصابیح یعنی عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب کان من
عباد اللہ الصالحین المشائین فی بلاد اللہ وعبادہ بالنصیحۃ انتہی ان عبارات سے حدیث
مذکور کی تقویت اور جودت اور رواۃ کے وثاقت معلوم ہو گئی اور جو جرح مولف نے نقل کی
ہے مردود ہو گئی قال دوسری حدیث من جاء فی زائرا لا تعملہ الا زیارتی کان حقا علی ان
اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ اسکی اسناد میں مسلمہ بن سالم جہنی اور عبد اللہ بن عمر العمری ہیں اور عبد اللہ
بن عمر العمری کا حال تو معلوم ہو چکا اور مسلمہ بن سالم جہنی کے نسبت کتب اسماء رجال میں لکھا ہے

اقول فاما مسلمة بن سالم الجهنی فقال ابو داود السجستانی انه لیس بثقة نص علیه الحافظ فی اللسان
عبد اللہ بن عمر العمری کی توثیق سابقا لسان المیزان اور میزان اور کاشف اور وفاء الوفا
سے منقول ہو چکی اور جرح اونکی مجروح ہو چکی اور اس حدیث کی حسن مین کسیطرح کا شبہہ نہین ہے
بلکہ بعض محققین محدثین کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ حدیث صحیح بالاجماع ہی چنانچہ ابن حجر
در منظم مین لکھتے ہین قضیتہ کلام ابن السکن انه مجمع علی صحته بلفظ من جاءنی زائرا لا تعمله حاجة الا
زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة وفی روایة من جاءنی زائرا کان حقا
علی اللہ ان اکون له شفیعا یوم القیامة قال السبکی فی تہذیب ابن السکن یدل علی انه فہم منه ان المراد
بعد الموت او ان ما بعد الموت داخل فی العموم وہو صحیح انتہی اور وفاء الوفا مین ہی رواه الطبرانی
فی الکبیر والاوسط والدارقطنی فی امالیه وابو بکر بن المقری فی معجمه من روایة مسلمة بن سالم الجهنی قال حدثنی
عبید اللہ بن عمر عن نافع عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من جاءنی زائرا لا تعمله حاجة الا زیارتی
کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة وفی معجم ابن المقری بلفظ کان له حقا علی اللہ وقد تابع مسلمة
الجهنی موسی بن هلال فی شیخه عبید اللہ العمری والطرق کلها فی روایة متفقة علی عبید اللہ بالتصغیر الثقة
الا ان مسلم بن حاتم الانصاری رواه عن مسلمة عن عبد اللہ مکبرا واورد الحافظ ابن السکن ہذا الحدیث
فی باب زیارة قبر النبی صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم من کتابه المسمی بالسنن الصحاح الماثورة عن رسول اللہ
وہو حافظ ثقة مات بمصر سنة ثلاث وخمسین وثلث مائة وکتابه ہذا محذوف الاسانید ومقتضی
ما شرط فی خطبته ان یکون ہذا الحدیث قد اجمع علی صحته ولذلک نقل جماعة منہم الحافظ زین الدین
العراقی انه صححه فاما ان یکون ثبت عنده من غیر طریق مسلمة او ارتقی الی ذلک بکثرة الطرق انتہی

قال تیسری حدیث من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیوتی اس حدیث کی
اسناد مین حسن بن الطیب وحفص بن سلیمان ہین فاما حسن بن الطیب فقال البرقانی انه ذاہب
الحدیث وقال الدارقطنی لا یساوی شیئا یحدث بما لا یسمع وعن مطین انه کذاب اما حفص بن سلیمان
فکان واہیا فی الحدیث وقال عبد اللہ بن احمد عن ابیه انه متروک الحدیث وقال ابن معین لیس بثقة
وقال البخاری ترکوه وقال ابو ہیثم متروک لا یحتج به وقال ابن خراش کذاب یضع الحدیث کذا فی
میزان الاعتدال للذہبی **اقول** عبارت میزان مین یہ ہی قال عبد اللہ بن احمد عن ابیه انه

متروک الحدیث فهذه روایة ابن ابی حاتم عن عبد الله واما روایة ابی علی الصواف عن عبد الله
عن ابیه انه قال صالح مولف نے روایت توثیق کو بالکل حذف کرکے کلام کو منتظم کردیا اور
علامہ برہان الدین ابو الوفاء الحلبی تلمیذ حافظ زین الدین العراقی اپنے رسالہ الکشف الحثیث
عمن رمی بوضع الحدیث میں لکھتے ہیں حفص بن سلیمان ہو حفص بن ابی داؤد ابو عمر والاسدی
صاحب القراءة قال ابو خراش کذاب قال وکیع ثقة انتہی اور سبکی نے رسالہ شفاء الاسقام
فی زیارة سید الانام میں حفص بن سلیمان کی توثیق کو جرح پر مرجح کیا اور حدیث مذکور کو مقبول
لکھا وفاء الوفا میں ہے روی الدارقطنی والطبرانی فی الکبیر والاوسط وغیرهما من طریق حفص
بن ابی داؤد وسلیمان القاری عن لیث عن مجاهد عن ابن عمر قال قال رسول الله من حج فزار
قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی ورواه ابن الجوزی فی مثیر الغرام وابن السکن من طریق
الحسن بن الطیب حدثنا علی بن حجر حدثنا حفص بن سلیمان عن لیث عن مجاهد عن ابن عمر قال قال
رسول الله من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی وصحبنی قال ابن عساکر تفرد بقوله
وصحبنی الحسن بن الطیب عن علی بن حجر وفیه نظر وهی زیادة منکرة قال السبکی لم ینفرد بها ابن الطیب
فقد رواه کذلک ابن عدی فی کامله من طریق الحسن بن سفیان عن علی بن حجر بالسند المتقدم
ورواه ابو یعلی من طریق حفص بن سلیمان عن کثیر عن لیث بن ابی سلیم عن مجاهد عن ابن عمر
بدون قوله وصحبنی والتشبیه من صحبه لا یقتضی التشبیه من کل وجه وروی بعض الحفاظ المعاصرین
لابن منده هذا الحدیث من طریق حفص بن سلیمان عن لیث بلفظ من حج فزارنی فی مسجدی
بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی قال السبکی وحفص بن ابی داؤد وثقه احمد ثم روی فی ذلک
عنه بطریق الیقین قال وذلک مقدم علی من روی عنه تضعیفه وضعفه جماعة وهو لم ینفرد بهذا الحدیث
ودعوی البیهقی انفراده بحسب اطلاعه فقد جاء فی الکبیر والاوسط للطبرانی متابعة فانه رواه من
طریق عائشة بنت یونس امرأة اللیث عن لیث عن مجاهد عن ابن عمر انتهی قال حتی حدیث
من حج حجة الاسلام وزار قبری وغزا غزوة وصلی فی بیت المقدس لم یسأله الله عما افترض
علیه فوائد مجموعه میں لکھا ہی قال فی الذیل باطل اقول اس حدیث کو ابو الفتح ازدی نے
روایت کیا ہی طریق عمار سے قال حدثنی خالی سفیان عن منصور عن ابراهیم بن علقمة عن

عبد اللہ قال قال رسول اللہ من حج حجۃ الاسلام الحدیث سبکی شفاء الاسقام مین لکھتے ہین
عمار بن محمد ابن اخت سفیان روی لہ مسلم والحسن بن عثمان الزیادی صدوق والراوی عنہ ما علمت
حالہ والبو الفتح من اہل العلم والفضل کان حافظا ذکرہ الخطیب وابن السمعانی واثنی علیہ محمد بن جعفر
بن علان انتہی **قال** پانچوین حدیث من وجد سعۃ فلم یفد الی فقد جفانی شوکانی فوائد مجموعہ
مین لکھتا ہی رواہ ابن عدی والدار قطنی فی غرائب مالک وابن حبان فی الضعفاء وابن الجوزی
فی الموضوعات **اقول** توثیق اس حدیث کی کہ معنی متحد ہی ساتھ حدیث من حج ولم یزرنی فقد
جفانی کی عنقریب مذکور ہوتی ہی **قال** چھٹی حدیث من ارنی وزار ابراہیم فی عام واحد دخل
الجنۃ فوائد مجموعہ مین مسطور ہی قال ابن تیمیہ والنووی انہ موضوع لا اصل لہ قال السیوطی فی
الذیل **اقول** مقاصد مین بہی اس حدیث کو موضوع لکھا ہی عبارت اوسکی یہ ہی حدیث من زارنی
وزار ابراہیم فی عام واحد دخل الجنۃ قال ابن تیمیہ انہ موضوع ولم یروہ احد من اہل العلم بالحدیث
وکذا قال النووی فی آخر الحج من شرح المہذب ہو موضوع لا اصل لہ اور اسیطرح ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات
مین لکھا ہی والعلم عند اللہ **قال** ساتوین حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی فوائد مجموعہ مین مذکور ہی قال
الصغانی موضوع وکذا بلفظ من حج فلم یزرنی فقد جفانی فانہ قال الصغانی ایضا موضوع وکذا قال الزرکشی
وابن الجوزی فی ذہبی نے میزان مین لکھا ہی قال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق حدثنا محمد بن محمد بن النعمان
بن شبل حدثنی ابی حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعا من حج فلم یزرنی فقد جفانی ہذا موضوع
خلاصہ مین لکھا ہی لابن عدی وجماعۃ بلفظ من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح ابن طاہر فتنی نے
تذکرہ مین لکھا ہی قال الصغانی ہو موضوع وفی اللآلی قال الزرکشی ہو ضعیف وبالغ ابن الجوزی
فذکرہ فی الموضوعات محمد بن عبد الہادی معروف بابن قدامہ نے صارم مین لکھا ہی ہذا حدیث
منکر جدا لا اصل لہ بل ہو من المکذوبات والموضوعات وہو کذب موضوع مختلق علیہ لم یحدث
بہ قط ولم یروہ الا من جمع الغرائب والمناکیر اسکی سند مین محمد بن محمد بن نعمان واقع ہی اوسکی
نسبت تقریب التہذیب مین مرقوم ہی محمد بن محمد بن النعمان بن شبل الباہلی البصری متروک
انتہی اور حافظ ابو الحسن دارقطنی نے حواشی کتاب ابن حبان مین کہا ہذا حدیث غیر محفوظ عن النعمان
بن شبل الا من روایۃ ابن ابنہ والطعن فیہ علیہ لا علی النعمان انتہی اور حافظ موسی بن ابراہیم نے

کہ ائمہ جرح وتعدیل سے ہی اوسکو متہم بالکذب والوضع۔ انا اقول مخفی نرہے کہ محدثین چند فرقہ پر متفرق ہین ایک فرقہ وہ محدثین کہ احادیث کے لکہنے مین نہایت تساہل کرتے ہین اور احادیث موضوعہ کو بہی درج تصانیف کرتے ہین اور غیر صحیحہ کو صحیح بناتے ہین دوسرا فرقہ وہ لوگ کہ مسلک تحقیق پر چلتے ہین نہ موضوع کو صحیح لکہتے ہین اور نہ ضعیف کو موضوع بناتے ہین اور حکم موضوعیت وعدم موضوعیت سے بغیر تحقیق رجال کے خوف رکہتے ہین اور تیسرا فرقہ وہ لوگ ہین کہ تشدد مزاج ہین یہ کہتے ہین احادیث صحیحہ کو ادنی قدح راوی سے موضوع لکہدیتے ہین اور احادیث ضعیفہ ومنکرہ پر بغیر خوف وخطر حکم وضع کا دیتے ہین اور رب النوع اس فرقہ کے محدث ابن جوزی ہین کہ اونہون نے صدہا احادیث ضعیفہ کو بادنی قدح راوی موضوع لکہدیا بلکہ احادیث حسان وصحاح کو مثل حدیث صلاۃ التسبیح کہ جامع ترمذی وغیرہ مین مروی ہی وحدیث ردشمس وغیرہ موضوع کہدیا اور اسقدر نہ سمجھے کہ جس طرح حدیث کاذب روایت کرنا منع ہی اوسیطرح نے باک ہوکر حدیث ضعیف کو یا صحیح کو موضوع کہدینا گناہ ہی اور اسیوجہ سے محققین محدثین باب وضع مین ابن جوزی کے قول کا اعتبار نہین کرتے ہین اور جابجا اونپر تشنیع بلیغ کرتے ہین حافظ ابن الصلاح مقدمہ اصول حدیث مین لکہتے ہین ولقد اکثر الذی جمع فی ہذا العصر الموضوعات فی نحو مجلدین فاودع فیہا کثیرا مما لا دلیل علی وضعہ وانما حقہ ان یذکر فی مطلق الاحادیث الضعیفۃ انتہی حافظ عراقی شرح الفیہ مین لکہتے ہین اراد ابن الصلاح بالجامع المذکور ابا الفرج ابن الجوزی انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین کہتے ہین ربما ادرج ابن الجوزی فی الموضوعات الحسن والصحیح مما ہو فی احد الصحیحین فضلا عن غیرہما وہو توسع منکر ینشا عنہ غایۃ الضرر من ظن بالصحیح موضوعا عما قد یقلدہ فیہ تحسینا للظن بہ ولذا انتقد العلماء صنیعہ اجمالا والموقع لہ استنادہ فی غالبہ بضعف راویہ الذی رمی بالکذب مثلا غافلا عن مجیئہ من وجہ آخر وربما یکون اعتمادہ فی التفرد قول غیرہ ممن یکون کلامہ فیہ محمولا علی النسبی ہذا مع ان تفرد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد الاستقصار فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلک ولذلک کان الحکم من المتاخرین عسیرا جدا بخلاف الائمۃ المتقدمین الذین منحہم اللہ التبحر فی علم الحدیث والتوسع

في حفظه كشعبة وابن القطان وابن مهدي ونحوهم مثل احمد وابن المديني وابن معين وابن راهويه
ثم اصحابهم مثل البخاري ومسلم وابو داؤد والترمذي والنسائي وهكذا الى زمن الدارقطني والبيهقي كذا في
العلائي ثم من العجب ايراد ابن الجوزي في كتابه العلل المتناهية كثيرا مما اورده في الموضوعات كما
اورد في الموضوعات كثيرا من الاحاديث الواهية بل قد اكثر في اكثر تصانيفه الوعظية وما اشبهها
من ايراد الموضوع وشبهه انتهى اور اسیطرح علامہ زکریا انصاری فتح الباقی شرح الفیة العراقی
مین لکھتے ہین اور خاتمة الحفاظ جلال الدین السیوطی نے موضوعات ابن جوزی کو ملخص
کیا ہی اور اسمین جابجا ابن جوزی پر تعقب کیا ہی اور اسیطرح مرقاة الصعود شرح سنن
ابی داؤد مین بھی ابن جوزی پر چند جا تشنیع کی گئی ہے اور حافظ ابن حجر بھی اپنی تصانیف
مین جابجا ابن جوزی پر طعن کرتے ہین اور اوسکے حکم وضع کو غیر مقبول سمجھتے ہین اور منجملہ
مقلدین ابن جوزی کے صاحب سفر السعادة ہین کہ احادیث صحیحہ کو ثابت نشدہ لکھتے ہین
اور ہرگز خوف خطر نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادة مین
تحریر کرتے ہین بدانکہ شیخ مصنف درین خاتمہ بسیار توغل نمودہ و مبالغہ کار فرمودہ است
و تقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ بر جملہ احادیث جرح طعن کردہ است بر بعض
حکم بعدم صحت کردہ و بر بعض بعدم ثبوت و بر بعض حکم بوضع و افترا نمودہ حال آنکہ دران میان
احادیث ست کہ در کتب معتبرہ مذکور ست و نزد کبرای علمای دین از فقہا و محدثین مقبول
انتہی اور بعد ایک ورق کے لکھتے ہین باید دانست کہ از ارباب انتقاد احادیث جماعہ اند کہ درین
باب غلو و افراط دارند و براہ تعصب و تعجیل می روند باندک توہمی و شائبہ وہمی نسبت بوضع کنند
و بدان مبادرت نمایند مثل ابن جوزی و امثال وی بمجرد آنکہ بعض مردم در بعض روات حدیث
تکلم کردہ مثل آنکہ گفتہ فلان ضعیف یا لیس بقوی یا متروک یا مطعون و امثال آن حکم بوضع کردہ
انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین مصنف خود در رسالہ النقد الصحیح لما اعترض علیہ من احادیث
المصابیح گفتہ است کہ حکم بر حدیث بوضع بغایت عسیر ست زیرا کہ صورت نہ بندد مگر بعد از جمع
طرق و کثرت تفتیش و تحقیق آن کہ این متن را جز این طریق واحد کہ بروی طعن کردہ شدہ است
طریقی دیگر نبود و وجود قرائن کثیرہ کہ باعث شود حافظ متبحر را بجزم بکذب و این در غایت تعسر

والاشکال ست انتہی اور منجملہ مبالغین کے محدث وقت حسن بن محمد الصغانی ہین کہ دو رسالہ موضوعات
مین تصنیف کرکے بہت احادیث ضعیفہ کو موضوع لکھدیا سخاوی شرح الفیہ مین لکھتے ہین
وممن افرد بعد ابن الجوزی کراستہ الرضی الصغانی اللغوی ذکر فیہا احادیث من الشہاب للقضاعی
والنجم للاقلیشی وغیرہما کالاربعین لابی ودعان وفضائل العلماء لمحمد بن سرور البلخی والوصیۃ لعلی ابن ابیطالب
وخطبۃ الوداع وآداب النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم واحادیث ابی الدنیا الاشج ونسطور ونعیم
بن سالم ونسخۃ سمعان عن انس وفیہا الکثیر ایضا من الصحیح والحسن والضعیف بما فیہ ضعف یسیر انتہی
اور منجملہ مبالغین کے جوزقانی ہین سخاوی لکھتے ہین وللجوزقانی ایضا کتاب الاباطیل اکثر فیہ
من الحکم بالوضع لمجرد مخالفۃ السنۃ قال شیخنا وہو خطاء الا ان تعذر الجمع انتہی اور منجملہ مبالغین کے
علامہ عصر خود احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ ہین منہاج السنۃ فی رد منہاج الکرامۃ للحلی مین کتنی احادیث
غیر موضوعہ کو موضوع بنادیا اور احادیث حسان کو باطل لکھدیا ابن حجر لسان المیزان مین لکھتے ہین طالعت
رد ابن تیمیہ علی الحلی فوجدتہ کثیر التحامل فی رد الاحادیث التی یوردہا ابن المطہر الحلی ورد فی ردہ
کثیرا من الاحادیث الجیاد انتہی اور منجملہ مبالغین کے جلال الدین سمہودی ہین ایک رسالہ انکا
موضوعات مین مسمی بہ غماز علی اللماز تصنیف ہی اوسمین ضعیف اور حسن پر بہی موضوع کا حکم سخیف
ہی چنانچہ اوسکے مطالعہ سے ظاہر ہوگا اور منجملہ مبالغین کے قاضی محمد شوکانی ہین کہ فوائد مجموعہ
مین ابن جوزی اور جوزقانی وغیرہ کی متابعت سے جابجا حکم وضع کا دیتے ہین اور احادیث
حسان کو موضوعات مین شمار کرتے ہین ہرگاہ ان مبالغین کا حال ظاہر ہوگیا پس حکم وضع حدیث
من حج ولم یزرنی فقد جفانی کا جو مولف نے لنسے نقل کیا ہی پایہ اعتماد سے ساقط ہوگیا اور ذہبی
کی میزان سے جو حکم وضع نقل کیا ہی شاید لسان المیزان کو ملاحظہ نہین کیا کہ اوس مین اسکی وجہ موجود
ہی عبارت اوسکی یہ ہی النعمان بن شبل الباہلی البصری عن ابی عوانۃ ومالک قال موسی بن ہارون
کان متہما وقال ابن حبان یاتی بالطامات وقال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق حدثنا محمد بن النعمان
بن شبل حدثنی ابی حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فلم یزرنی فقد جفانی
ہذا موضوع وحدثنا احمد بن الحسن حدثنا محمد بن محمد بن النعمان بن شبل بسندہ عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلوۃ القاعد علی النصف قلت حدیث ابن عمر لم یقل ابن عدی انہ موضوع وانما ہو

کلام المصنف و تبع فی ذلک ابن الجوزی فانا ورده فی الموضوعات وقد قال ابن عدی فی آخر
ترجمۃ النعمان لم اسق حدیثہ حدیثا قد جاوز الحد وقال فی اول ترجمتہ حدثنا صالح بن احمد بن ابی مقاتل
حدثنا عمران بن موسی حدثنا النعمان بن شبل وکان ثقۃ انتہی اور سبکی نے اس حدیث کو مقبول لکہا
اور طعن کو مطعون کیا چنانچہ شفاء الاسقام مین لکہتے ہین عن موسی بن ہارون ان النعمان متہم
وہذہ التہمۃ غیر معتبرۃ فالحکم بالتوثیق مقدم علیہا والحدیث ذکرہ الدارقطنی فی غرائب مالک وقال تفرد
بہ ہذا الشیخ و ذکر ابن الجوزی لہ فی الموضوعات سوء کذا فی وفاء الوفا اور درمنظم مین ہے حدیث
من حج ولم یزرنی فقد جفانی رواہ ابن عدی بسند صحیح بہ و قول الدارقطنی انہ منکر انما ہو من حیث
تفرد احد رواتہ کما اشار الیہ ابن عدی وغیرہ لا من حیث المتن و قول ابن حبان انہ یاتی عن الثقات
بالطامات مبالغۃ فی الانکار و ذکر ابن الجوزی فی الموضوعات اساءۃ منہ وغایۃ امرہ انہ غریب
قال السبکی و مما یجب ان یتنبہ لہ ان حکم المحدثین بالانکار والاستغراب قد یکون بحسب تلک الطریق فلا
یلزم من ذلک رد متن الحدیث فلا جرم قبلنا کلام الدارقطنی ورددنا کلام ابن الجوزی انتہی اور بعض
نے جو جمع محمد بن محمد بن النعمان کی تقریب سے نقل کی ہی اوس سے موضوع ہونا حدیث کا لازم نہین آتا ہی
غایۃ ما فی الباب یہ ہی کہ ضعیف ہو آگے حکم کرنا اسکی وضع کا جیساکہ مولف نے نقل کیا ہی بڑی بیباکی
ہی **قال** اب جاننا چاہیے کہ واجب یا قریب بواجب کہنا غلط ہی کیونکہ وجوب یا قریب بوجوب
کے دلیل نہین ہو سکتی ہی مگر وہی حدیث جسمین جفانی کا لفظ آیا ہی اور اوسکے ضعف وموضوعیت
کا حال ابہی واضح ہو ا پس یہ حدیث لائق احتجاج کے ہرگز نہین ہو سکتی **اقول** حکم غلط کا غلط ہی
کیونکہ وجوب کا ثبوت بدلائل عقلیہ ونقلیہ بخوبی ہو سکتا ہی اور حدیث جفانی کی قوت وثاقت کا
حال ابہی معلوم ہو چکا حکم موضوع ہونیکا اوسکے مردود ہو چکا اور تعجب ہی مولف سے کہ سیاق
درمختار کی عبارت سے تضعیف قول وجوب کے قائل ہوئے اور یہان حد سے تجاوز کر کے
غلط لکھنے لگا اور حصر ثبوت وجوب کا حدیث جفانی پر کرنے لگے تراویح کے باب مین ابن ہمام
کے قول پر کہ اونکے قلم کی لغزش سے حکم ندب رکعات زائدہ کا آٹھ پر نکل گیا اعتماد کیا اور یہان
سکوت ابن ہمام سے قول وجوب پر اعتراض کیا اسکی کیا وجہ ہی دو حال سے خالی نہین یا مولف
مقلد امام ابو حنیفہ کے ہین یا نہین اگر ہین تو حکم غلط کا کسی حنفی نے نہین دیا اور اگر نہین ہی تو مفت

جمہور کو کیون بدنام کیا **قال** اور جو کوئی مدعی وجوب یا قریب بوجوب کا ہو اوسکو چاہیے کہ اس
حدیث کی رجال کی توثیق کرے اور اوسکی صحت یا حسن کا ثبوت پونہچا دے ودونہ خرط القتاد
اقول جو امر مطلوب ہی وہ ہو چکا اب کہان مفر ہی نظر انصاف سے دیکھیے اور اپنے قول سے رجوع
کیجیے **قال** پس استحباب زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ثابت ہوا اور ظاہر
ہوا کہ دعوی وجوب یا قریب بوجوب محض بلا دلیل ہی **اقول** نہ نہ بلکہ وجوب ثابت ہوا اور دعوی
وجوب کا مدلل ہو گیا اب کیا منظور ہے **قال** اور مستحب کا حکم یہ ہی کہ اوسکے کرنیوالے کو
ثواب ملتا ہی اور اوسکے تارک پر ملامت نہین ہوتی بلکہ اوسکے ترک مین کسیطرح کی کراہت
تک بہی نہین ہی رد المحتار مین مرقوم ہی قال فی الامداد حکمہ الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی الترک
دون یکرہ تنزیہا فی البحر لا انتہی اور بہی اوسمین مرقوم ہی قال فی البحر ہہنا ک ولا یلزم من ترک المستحب
ثبوت الکراہۃ اذ لابد لہا من دلیل خاص اقول وہذا ہو الظاہر اذ لا شبہۃ ان النوافل من الطاعات
کالصلوۃ والصوم ونحوہما فعلہا اولی من ترکہا بلا عارض ولا یقال ان ترکہا مکروہ تنزیہا **اور**
اولا مستحب ہونا جب ثابت نہ ہوسکا تو حکم اوسکا بیان کرنا لا فائدہ واقع ہوا **قال** افسوس
ہی اون لوگون کے حال پر جو حدیث موضوع سے سند لاکر اونپر جو حج بیت اللہ سے مشرف
ہوئے اور بسبب عذر معقول کے زیارت قبر آنحضرت سے بہرہ اندوز ہونے نپائے اور داغ
حسرت حرمان نصیبی اپنے ساتہہ لائے اور بشرط استطاعت ارادہ مصمم زیارت حرمین شریفین کا
رکہتے ہین طعن وتشنیع کرتے ہین اور اونکو ظالم ٹہراتے ہین اور کلمات ناملائم اونکے حق مین
زبان پر لاتے ہین اور یہ نہین سمجہتے ہین کہ تارک مستحب اگرچہ بلا عذر ہو شرعا ہرگز لائق ملامت
نہین چہ جائیکہ عذر معقول موجود ہو اور اگر حدیث موضوع اس بات کے ثبوت کے لیے کافی
سمجہی جاوے تو یہ حدیث اون تمام اہل استطاعت کے ظالم ہونے پر دلالت کرتی ہی جو زیارت
کو نہین گئے چاہیے حج کو گئے ہون یا نہین **اقول** افسوس ہی اون لوگون کے حال پر جو مکہ معظمہ
جاتے ہین اور باوجود قرب کے اور متکفل ہونے بعض عمائد کے اور سمجہانے رفقا وفضلا کے
مدینہ منورہ نہین جاتے ہین اور عند التقریر بے باک ہو کے کہتے ہین کہ زیارت کچہہ ضرور نہین مستحب ہی
چاہیے جائے اور چاہے نجائے اور بظاہر کوئی عذر اونکو نہین ہوتا ہی نہ شرعا اور نہ عرفا پہر جب

مراجعت کرتے ہین اور ہر صغیر و کبیر پر ملامت کرنا شروع کرتا ہی تو متوجہ استحباب کے اثبات کیطرف ہوتے ہین
اور جمہور حنفیہ پر افترا کرتے ہین اور احادیث صحیحہ اور حسنہ کو موضوع و باطل ٹھہراتے ہین اگر نہین گئے
کاش ہمت ہوتی اور سکوت کرتے تو بہتر ہوتا عوام کو استحباب ثابت کر کے اور احادیث کو لغو ٹھہرا کے
خراب کرتے ہین کیا فائدہ ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام
و من اللہ التوفیق و بہ الاعتصام و کان فی ذلک لیلۃ الجمعۃ الثامنۃ عشر من شہر جمادی الثانیہ سنۃ
تسع و ثمانین بعد الالف و المائتین من ہجرۃ سید الثقلین علیہ و علی آلہ صلوۃ رب المشرقین ۱۲

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین اما بعد مخفی نرہے کہ
اس زمانہ مین عجب طرح کے عقائد فاسدہ شائع ہوتے ہین کہ دیکھنے والے اوسکے حیرت زدہ ہوتے ہین
اور وہ لوگ جو اہل علم سے معدود ہین ایسے امور شائع کرتے ہین کہ عوام اونسے گمراہ ہوتے ہین
منجملہ اونکے ایک یہ امر ہوا کہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کہ مدرسہ اکبرآباد مین مدرس ہین
حرم محترم کو واسطے تحصیل سعادت کے تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج کے رجعت قہقری کر کے چلے
آئے اور باوجود تفہیم عوام و خواص کے مدینہ منورہ کیطرف قصد نہ کیا خدا جانے اسمین اونہون نے کیا فائدہ
سوچا جب اکبرآباد مین تشریف لائے اور یہ امر شہرت پذیر ہوا ہر طرف سے اسکا شور ہوا مولوی صاحب
موصوف نے ایک رسالہ مسمی بالقول المحقق المحکم لکھا اور اسمین زیارت نبوی کو مستحب ٹھہرایا
اور احادیث نبویہ کو جو باب زیارت مین وارد ہین ازراہ افراط باطل و عاطل بنایا جب وہ رسالہ
شائع ہوا دیکھنے والون کو سخت تعجب ہوا مولوی صاحب نے ایسی چشم پوشی اظہار حق مین فرمائی اور ایسی
نقل عبارات مین قطع و برید کی کہ کسیکو پسند نہ آئی بنظر اسکے کہ عوام گمراہ نہووین اور اونکے رسالہ کے معاینہ
پریشان نہووین فاضل لوذعی عالم المعی مولوی عبد الجبار صاحب ملکاپوری نے ایک رسالہ مسمی بالکلام المبرم
فی نقض القول المحقق المحکم تالیف کیا بظاہر اس رسالہ مین شرح ہی اور فی الحقیقت جرح ہی امید ارباب
انصاف سے یہ ہی کہ بچشم غور ملاحظہ فرمائین اور تشہیر امور غیر معتمدہ سے باز آئین نظر بران حسب فرمایش مصنف مدوح
بطرز خوب و تقطیع کاغذ مرغوب خوش وضع و خوش قطع اس عاصی پر معاصی محمد علی بخشخان مالک مطبع
علوی نے چھاپ کر پیشکش اہل اسلام کیا فالحمد للہ اولا و آخرا و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۱۲

کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین

ایک شخص دعوی کرتا ہی اس بات کا کہ چھ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے موجود ومتحقق ہین اور مثل سے یہ غرض رکھتا ہی کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آپ کے جمیع صفات او ماہیت مین اور پیش کرتا ہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کتاب درمنثور وغیرہ سے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وموسی کموسکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم آیا یہ قول اوسکا یعنی موجود ومتحقق ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہی یا خلاف اہل سنت والجماعت کے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہی اوسکا کیا حال ہی اوس سے یہ عقیدہ ثابت ہی یا نہین بینوا توجروا فقط

ہو المصوب

اولاً جاننا چاہیے کہ حدیث مذکور صحیح السند ومعتبر ہے ارباب تحقیق نے اوسکی توثیق کی ہی حافظ جلال الدین سیوطی تخریج احادیث شرح مواقف مین لکھتے ہین روی الحاکم فی مستدرکہ عن ابن عباس فی قولہ تعالی اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وقال صحیح انتہی اور علامہ بدرالدین شبلی حنفی آکام المرجان فی احکام الجان مین لکھتے ہین قال الحاکم حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس قال ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت ولہ شاہد قال الحاکم حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی **وثانیاً** سمجھنا چاہیے کہ زمین کے سات طبقات جداگانہ ہونا اور اوسمین مخلوقات الہی کا موجود ہونا چند احادیث سے ثابت ہی اور مذہب محققین کا بھی یہی ہی حافظ ابن حجر فتح الباری

شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں قال الداودی فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن دلالۃ علی ان الارضین
بعضہا فوق بعض ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع متجاورۃ وحکی ابن التین
عن بعضہم ان الارض واحدۃ قال وہو مردود بالقرآن والسنۃ قلت لعلہ القول بالتجاور والا فیصیر صریحا
فی المخالفۃ ویدل للقول الظاہر ما رواہ ابن جریر من طریق شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن
عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق ہکذا اخرجہ
مختصرا واسنادہ صحیح واخرجہ الحاکم والبیہقی من طریق عطاء عن ابی الضحی مطولا واولہ سبع ارضین فی کل
ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ونبی کنبیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ
شاذ وظاہر قولہ تعالی ومن الارض مثلہن یرد علی اہل الہیئۃ فی قولہم ان لا مسافۃ بین کل ارض وارض
وقد روی احمد والترمذی من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا ان بین کل سماء وسماء خمسمائۃ عام وان بین
کل ارض وارض خمسمائۃ عام اخرجہ اسحق بن راہویہ والبزار من حدیث ابی ذر نحوہ انتہی ملخصا اور علامہ
شہاب الدین خفاجی حنفی حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں الذی نعتقدہ ان الارض سبع کالسموات
ولہا سکان من خلقہ یعلمہم اللہ انتہی اور سلیمان جمل حاشیہ جلالین میں لکھتے ہیں ذکر اللہ تعالی ان
السموات سبع طبقات ولم یات للارض فی التنزیل عدد صریح لا یحتمل التاویل الا قولہ تعالی ومن الارض
مثلہن وقد اختلف فیہ فقیل ای فی العدد لان الکیفیۃ والصفۃ مختلفۃ بالمشاہدۃ والاخبار فتعین العدد
وقیل مثلہن ای فی الغلظ وما بینہن وقیل ہی سبع الا انہ لم یفتق بعضہا عن بعض قالہ الماوردی والصحیح ہو
الاول وانہا سبع کالسموات انتہی اور ثعلبی عرائس میں تحریر کرتے ہیں روی عن عبد اللہ بن عمر
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ قال بین کل ارض الی التی تلیہا مسیرۃ خمس مائۃ عام وہی سبع
طبقات الارض الثانیۃ سجن الریح ومنہا تخرج الریاح المختلفۃ وفی الارض الثالثۃ خلق وجوہہم کوجوہ بنی آدم
وافواہہم کافواہ الکلاب وایدیہم کایدی الانس وارجلہم کارجل البقر وآذانہم کآذان البقر واشعارہم
کصوف الضان لا یعصون اللہ طرفۃ عین نہارہم لیلنا ونہارنا لیلہم والارض الرابعۃ فیہا حجارۃ
الکبریت التی اعدہا اللہ لاہل النار یسجر بہا جہنم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم والذی نفسی بیدہ
ان فیہا اودیۃ من کبریت لو ارسل اللہ فیہا الجبال الرواسی لماعت والارض الخامسۃ فیہا عقارب
اہل النار والسادسۃ فیہا دواوین اہل النار واعمالہم واسمہا سجین وفی السابعۃ مسکن ابلیس وجنودہ انتہی ملخصا

اور فاضل محمد بن احمد بن ایاس حنفی بدائع الدھور فی وقائع الدھور مین لکھتے ہین قال وہب بن منبہ لما خلق اللہ الارض کانت طبقۃ واحدۃ ففتقہا فصیرہا سبعا کما فعل فی السموات وجعل بین الطبقۃ والطبقۃ مسیرۃ خمسمائۃ عام وہو قولہ تعالی ففتقنا ہما وجعلہا سبعا فکان اسم الطبقۃ العلیا ادیما والثانیۃ بسیطا والثالثۃ ثقیلا والرابعۃ بطیحا والخامسۃ حبنا والسادسۃ ماسکۃ والسابعۃ الثری وسکان الارض الثانیۃ امم یقال لہم الطلس وطعامہم من لحومہم وشرابہم من دمہم والطبقۃ الثالثۃ سکانہا امم وجوہہم کوجوہ بنی آدم وافواہہم کافواہ الکلاب وایدیہم کایدی بنی آدم وارجلہم کارجل البقر وعلی ابدانہم شعر کصوف الغنم وہو لہم ثیاب والطبقۃ الرابعۃ سکانہا امم یقال لہم الحلہام لیس لہم اعین ولا اقدام بل لہم اجنحۃ کاجنحۃ القطا والخامسۃ بہا امم یقال لہم الخشن وہم کامثال البغال ولہم اذناب کل ذنب نحو ثلث مائۃ ذراع والسادسۃ بہا امم یقال لہم الحثوم وہم سود الابدان ولہم مخالیب کمخالیب السباع ویقال ان اللہ تعالی یسلطہم علی یاجوج وماجوج حین یخرجون فیہلکہم والطبقۃ السابعۃ فیہا مسکن ابلیس وجنودہ من المردۃ والشیاطین انتہی ملخصا وثالثا معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ طبقات باقیہ مین انبیا کا ہونا ہی ثابت ہی چنانچہ حدیث مذکور کہ صحیح ہی دلالت کرتی ہی اور قرآن پاک مین ہی ولکل قوم ہاد یعنی ہر قوم کے واسطے ہادی مبعوث ہوا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے واسطے ایک راہ نما مقرر ہوا ہی پس ہرگاہ طبقات باقیہ مین وجود مخلوقات الٰہی کا ثابت ہی اور کوئی مخلوق حق تعالی کی مہمل نہین چھوڑی گئی لابد ہی کہ وہان بھی راہ نما ہونگے اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی یہ بات ثابت ہی کہ حضرت جبریل طبقات باقیہ مین بھی وحی لے جاتی تہی چنانچہ تفسیر جلالین مین لکھتے ہین اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینہن بین السموات والارض ینزل بہ جبرئیل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی ہرگاہ یہ تین امر ذہن نشین ہو گئے اب سمجھنا چاہیے کہ لفظ نبی کبنکم سے اگرچہ یک یک نبی خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ مین ثابت لیکن اوسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ثابت نہین ہو سکتا اسواسطے کہ کلام عرب مین کاف تشبیہ کے واسطے مستعمل ہی اور تشبیہ مین لازم نہین ہی کہ مشبہ بہ مثل یا اقوی مشبہ سے بلکہ کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہی قرآن پاک مین حق تعالی فرماتا ہے

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح اس آیت مین حق تعالی نے اپنے نور کو تشبیہ
دی ہی ساتھ نور مشکوۃ کے اور ظاہر ہی کہ نور الٰہی بدرجہا اس نور سے اعلی و احسن ہی چہ نسبت
خاک را با عالم پاک پس لفظ نبی کمثلکم سے یہ امر ہرگز نہین ثابت ہی کہ خاتم الانبیاء طبقات باقیہ کا
مثل خاتم الانبیاء اس طبقہ کے ہی بلکہ یہ تشبیہ فقط التعلیم والتفہیم کے واسطے ہی اس غرض سے کہ
جس طرح سے یہ خاتم الرسل اس طبقہ مین ہی اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ مین ہی نہ یہ کہ وہ
خاتم مثل اس خاتم کے ہی بلکہ اگر غور کیا جاوے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خاتم مثل
ہمارے خاتم الانبیاء کے نہین ہین کیونکہ اسی حدیث مین لفظ آدم کا دکھم بھی وارد ہی اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ کے اولاد ہمارے آدم کی نہین ہین بلکہ دوسرے آدم کے
اور تمام کتب عقائد مین یہ امر مصرح ہی کہ اولاد آدم این عالم تمام مخلوقات سے حتی کہ ملائکہ سے بھی
افضل ہی اور آیہ ولقد کرمنا بنی آدم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہی کیونکہ تمام مفسرین اور علما کا اتفاق ہی
اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت مین ہمارے آدم ہین نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیا کہ قرآن
پاک مین اونکا ذکر ہی اونسے مراد انبیاء اسی طبقہ کے ہین نہ انبیاء طبقات باقیہ کے اور حدیث
صحیح مین وارد ہی انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والآخرین
اب یہان سے دو مقدمے ممہد ہوئے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیاء تمام اولاد آدم سے
افضل ہین دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات سے افضل ہی بعد ترکیب ان دونون
مقدمون کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیاء افضل ہین تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیاء
طبقات باقیہ کے ساتھ ہمارے خاتم الانبیاء کے کیسی ثابت ہوگی **علاوہ** یہ ہی کہ مماثلت
مین اتحاد ماہیت واتحاد قسم ضرور ہی اسیواسطے انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہی اور انسان جن
یا فرشتہ کے مماثل نہین کہلاتا ہی اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابقا منقول ہوئی
معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہین ہی اور یہ امر نصوص قطعیہ
سے ثابت ہی کہ نبی ہر قوم کا اوسی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تا امت اوسکے ساتھ ارتباط پیدا
کرے اور اوسکی متابعت کرے اسیواسطے بنی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث
نہین ہوا پس ضرور ہی کہ انبیاء مخلوقات طبقات باقیہ کے اونہین کی صنف سے اور اونہین کی

جنس سے ہونگے اور ہمارے خاتم الانبیاء ہماری جنس سے ہین پس دونو خاتم مین مماثلت کہ عبارت ہی اتحاد صنف و صفات سے ہے کیونکر ہو گی آرے اسقدر مین دونو شریک ہین کہ ہمارے نبی خاتم انبیاء اس طبقہ کے ہوئے اور طبقات باقیہ کے خاتم اپنے اپنے طبقات کے خاتم ہوئے لیکن مجرد اس شرکت سے مماثلت کا اطلاق درست نہین ہی الحاصل حدیث مذکور صحیح ہی اور عقیدہ موجود ہونے امثال خاتم الانبیاء افضل مخلوق اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا باطل ہی اور اس حدیث سے ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ عدم مماثلت اس سے ثابت ہی مقام افسوس و تعجب ہی کہ از زمان وجود نبوی تا این جزو زمان مدت قریب تیرہ سو کے گذرے اور اس مدت مین صدہا فقہا اور محدثین اور ہزارہا علما اور صحابہ اور تابعین کی نظر سے حدیث مذکور گذری مگر کسیکے خیال مبارک مین موجود ہونا امثال نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اس صاحب عقیدہ کی خاطر عاطر مین آیا انا للہ وانا الیہ راجعون لقد صدق رسولنا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بدء الدین غریبا وسیعود غریبا نازم برین عقل و دانش اگر تشیوع جہل کی یہی کیفیت رہی دیکھا چاہیے کہ کیسے کیسے عقائد فاسدہ احادیث صحیحہ سے افہام ناقصہ مستنبط کرینگے اور کیا کیا فساد اس عالم مین برپا کرینگے والی اللہ المشتکی ومنہ البدء والیہ المرجع ہذا ما خطر بالبال واللہ اعلم بحقیقة الحال حررہ الراجی عفو ربہ القوی المتعوذ من شرور اصحاب الطغیان والغی ابو الحسنات محمد عبد الحی

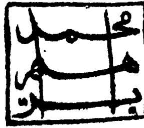
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ۱۲۸۱
ابو الحسنات

واقعی موجود ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے باطل ہے اور یہ عقیدہ خلاف اہل سنت وجماعت کے ہے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہے بحسب قول حاکم کے صحیح ہے لیکن اوس سے یہ عقیدہ ثابت نہین

واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ

حدیث مذکورہ صحیح و معتبر ہے اوس سے جو عقیدہ مدعی نے استنباط کیا ہی وہ باعث کم عقلی و نافہمی کا ہے اور محض خلاف عقائد اہلسنت و جماعت کے ہی اسکا جواب جو اخی معظم برادر مکرم مولوی محمد عبدالحی صاحب نے تحریر فرمایا ہی کافی و وافی ہے اوسیکے موافق عقیدہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفراللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم و مغفور فقط



ہوالموفق للحق

سدد المجیب غیث اتی بجواب رائق عجیب فی الواقع در تشبیہ مشارکت مشبہ و مشبہ بہ در نفس وجہ می باشد نہ در امور دیگر مثلاً در زید کالاسد مشارکت در شجاعت ست لبس و ازاں مماثلت زید و اسد در ذات و صفات دیگر لازم نمی آید فہکذا فیما نحن فیہ واللہ اعلم کتبہ العبد الاثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح والرای صائب و نجیح





ہوالموفق

جواب مشتمل ہو اوپر غایت تحقیق اور توضیح اور تفصیل مفیدکے فسلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ اور فی الواقع غرض کاف سے بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی کلبنیکم فقط توضیح اور تبیین ہی مماثلت بیچ جمیع صفات کمالیہ مختصہ بذات شریف کے کیونکر ہو اور حال آنکہ یہ مخالف ہی اکثر

احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتے ہین اوپر اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ان صفات کے اور بہی اگر خاتم الانبیا ہر طبقہ کا ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہو تو منجملہ ان صفات کے ایک صفت یہ ہی کہ آپ طبقہ فوقانی کے خاتم الانبیا ہین پس چاہیے کہ وہ بہی طبقہ فوقانی کا خاتم الانبیا ہو ہذا باطل قطعا اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعضون کے نزدیک طبقات سبع زمین کے ثابت نہین تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگون کے ماوّل ہوگی وہذہ عبارتہ ظاہر الآیۃ تدل علی ان الارض متعددۃ وانہا سبع کالسموات وذہب بعضہم الی ان قولہ سبحانہ مثلہن فی الخلق لافی العدد وقیل ہن الاقالیم السبعۃ والدعوۃ شاملۃ جمیعہا وقیل انہا سبع ارضین بین کل واحد مسیرۃ خمس ماتہ عام کما جاء فی کل ارض منہا خلق وفی کل منہا آدم وحوا ونوح وابراہیم وہم یشاہدون السماء من جانب ارضہم ویستمدون الضیاء منہا وجعل اللہ لہم نورا یستضیئون بہ ذکر الثعلبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسماتہم اضربنا عن ایرادہا لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات انتہی مگر قول بوجود طبقات ہفتگانہ زمین کے اور موجود ہونے خلائق کے بیچ ہر طبقہ اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کے سوق آیت اور حدیث صحیح سے اظہر ہی اور جواب مجیب سلمہ اللہ تعالی واسطے اوسکے شافی اور کافی ہی واللہ اعلم

کتبہ العبد العاصی الاسی انور علی عفی عنہ

مہر: بزمرہ نبی علی سبع انور

تمت

خاتمۃ الطبع للہ الحمد والمنہ کہ بمقدمہ حدیث چھہ مثل آنحضرت کے ایک استفتای دستخطی علمای متبحرین وفقہاء محدثین وحنفاء متقین جاکمان شرع متین مفتیان احکام دین کا واسطے ہدایت مومنین کے مطبع علوی متعلقہ لکھنؤ مین محمد علی بخش خان مہتمم مطبع موصوف کے اہتمام سے چہپ کر مطبوع طبایع خاص عام ہوا